آئینہ

از عمارہ جہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ

از عمارہ جہان

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل، شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

چار پائی پر لیٹا بوڑھا وجود ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا تھا۔ زور زور سے کھانستے ہوئے جیسے اسکے انجر پنجر سب ہلنے لگے۔ منہ سے لعاب بہ رہی تھی۔ کہنیوں کی مدد سے وہ اٹھ گئیں۔ میلا کچیلا لحاف اپنے اوپر سے ہٹایا اور قمیض کے دامن سے رال صاف کرنے لگی۔ اتنی مشقت کے بعد ہاتھ تھر تھر کانپ رہے تھے۔

وہ جس کمرے میں لیٹی ہوئی تھیں، وہ کمرہ انکی معاشی صورتحال کا واضح آئینہ تھا۔ ایک کونے میں چارپائی رکھی گئی تھی۔ دوسرے کونے میں چولہار کھا تھا، جسکے ساتھ لکڑی کا ایک ٹکڑا رکھ دیا گیا تھا۔ لکڑی کے ٹکڑے کو شیلف کی شکل دینے کے لئے اسکے نیچے دوا ینٹیں رکھی گئی تھیں۔ چارپائی کے عین سامنے دیوار پر آئینہ لگا ہوا تھا۔ جگہ جگہ سے کھر چا ہوا، جس میں عکس بھی کافی غور کرنے کے بعد واضح ہوتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک جانب دیوار پر کیلیں ٹھونک کر کپڑے ٹلٹائے گئے تھے۔ کپڑوں کے عین نیچے لکڑی کا ایک پرانا صندوق رکھا ہوا تھا جسکا تالا کب کا ٹوٹ چکا تھا۔ عورت کھانستے کھانستے تھک کر واپس لیٹ گئیں۔ دھویں کی مانند اسکے منہ سے سانسیں نکل رہی تھیں۔ ہانپتے ہوئے اس نے پوری آنکھیں کھول رکھیں۔ اتنے میں باہر چھوٹے سے برآمدے کے کونے پر بنے ہوئے غسل خانے کا دروازہ کھلا اور اندر سے ایک لڑکی نکلی۔ وہ چادر کے پلو سے اپنا منہ پونچھتے ہوئے اسی کمرے کی جانب آرہی تھی۔ بوڑھی عورت نے تھوڑا سر اٹھا کر اسے دیکھنے کی

کوشش کیں۔ وہ اندر کمرے میں آکر سیدھے آئینے کی جانب بڑھی۔ سرخ و سپید رنگت کے ساتھ لمبے بال پشت پر بکھرائے وہ ایک دلکش نقش والی لڑکی تھی۔ اسنے جارجٹ کا سرخ رنگ جوڑا پہن رکھا تھا۔

سرخ رنگ میں وہ گلاب لگ رہی تھی۔ وہ گلاب جو اپنے آخری ایام گزارنے کے بعد یا بکھر جاتا ہے یا رنگ بدل کر سوکھ جاتا ہے۔

پلنگ پر لیٹی بوڑھی عورت کی نظریں اسکے کپڑوں سے پھسلتے ہوئے اسکے چہرے تک گئیں۔ جبکہ وہ لڑکی اس عورت سے بے نیاز دکھائی دے رہی تھی۔ آئینے میں ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ گنگناتے ہوئے واپس آئی اور خستہ حال صندوق کی طرف بڑھی۔ صندوق کا ڈھکنا کھول کر اسنے اندر سے ایک پرا پرس نکالا اور واپس آئینے کی جانب بڑھی۔ اب وہ آئینے میں دیکھتے ہوئے کاجل لگا رہی تھی۔ پھر اس نے خوشبو چھڑکی۔ سیلن زدہ کمرے میں دھیمی سی مہک پھیلی۔

"یہ شبو کہاں سے آئی؟" چارپائی پر لیٹی بوڑھی عورت کی نحیف سی آواز گونجی۔

"بتایا تو تھا آپکو یہ سب سامان ہماری باجی نے لے کر دیا ہے، وہ جہاں میں کپڑے سینے جاتی ہوں کہہ رہی تھیں صاف ستھری ہو کے آنا۔ تم لیٹی رہو، زیادہ بولو گی تو کھانسنے لگو گی۔ آج آتے ہوئے تمہاری کھانسی کے لئے دوا لے کر آؤں گی۔"

کہتے ساتھ ہی اسنے کیل پر لٹکے کپڑوں کے ساتھ لٹکا ہوا نفیس پرس اٹھایا اور باہر نکل گئی۔ پیچھے چار پائی پر لیٹے وجود کی آنکھوں میں جھانکو تو قیامت لرزاں تھی۔ پلکوں کے پار سے ایک پرانا منظر دھیرے دھیرے آنکھوں کے راستے باہر نکلا اور جھریوں زدہ چہرے پر بہہ گیا۔ سچ ہے کہ اپنی بوئی فصل کاٹنے کا وقت آسان نہیں ہوتا۔

وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔ اسکے ابا بچپن میں چلے گئے اور پیچھے رہ گئی اماں !! ابا کے جانے کے بعد اسکی ماں نے اسے پلا۔ دو ستونوں پر کھڑی چھت کے نیچے سے ایک ستون گر جائے تو عمارت کا وزن ایک ستون کے اوپر آتا ہے۔ اسکی ماں نے ہر طرح کا وزن اٹھائے رکھا لیکن چھت کو گرنے نہ دیا۔ پھر اسکو پال پوس کر بڑھا کیا گیا اگرچہ وہ اس پالنے سے حد درجہ نالاں نظر آتی تھی۔ اولاد بھی بڑی ناشکری قوم ہوتی ہے۔ باپ کے سخت ہاتھ اور ماں کی لڑکھڑاتی سانسیں دیکھ کر بھی راضی نہیں ہوتی۔

تو اسکی اماں کا واحد ذریعہ معاش اچار تھا۔ گھر میں ہر وقت اچار کی بو شرارتی بچوں کیطرح ہر کونے میں گھومتی رہتی۔ بلکہ گھر کیا تھا ایک برآمدے کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ، جسکے ساتھ ملحق ایک غسل خانہ تھا۔ اسکا پورا بچپن اماں جیسی سخت عورت کی سرپرستی میں گزرا۔ پانچویں پاس کرتے ہی وہ بھی اماں کے کاروبار میں شامل ہو گئی۔ گاجر کا اچار، ہری مرچ کا اچار چھوٹے سے برآمدے میں بنائی گئیں کیاریوں کی بدولت تھا۔ کیاریوں میں جو نہی مرچیں

لگتیں اماں اتار کر پانی میں ابالنے کے بعد مسالے لگا کے تیل میں ڈبو کے ڈبے میں بند کر دیتیں۔اچار جب پکنے لگتا تو اماں ڈبوں سے نکال کر شاپر میں ڈال کر بلقیس آنٹی کو دے آتیں۔اور وہ اماں کو اچار کے پیسے ادا کرتی۔ہر ہفتے کے اس معمول میں جب رات کے آٹھ بج جاتے تو وہ ہاتھ دھوتے ہوئے بڑبڑاتی۔

اس پورے بکواس چکر میں مجھے کیا ملتا تھا صرف دو وقت کی روٹی۔اور مسالوں کی بو ہر وقت میرے سے چمٹی رہتی ہے۔"

ان دنوں جب اماں سے ملنے گھر میں کوئی بھی آتا تو اسکی طرف دیکھ کر ایک دفعہ ضرور کہتا:

"یہ تمہاری لڑکی تو بہت سوہنی ہے۔"

تب اسنے آسمان کے دو تین چکر لگائے۔اور انہی ہواؤں میں اڑتے ہوئے اماں سے ضد کر کے ایک عدد آئینہ لگوالیا،جو اماں نے سیدھا اپنی چارپائی کے عین سامنے لگا دیا۔اب جب بھی وہ آئینے میں دیکھنے کے لئے کھڑی ہو جاتک پیچھے سے اماں کی تنبیہہ نظریں آئینے سے چپک جاتیں۔

اب آٹھ بجے کے بعد ہاتھ دھوتے وقت ہونے والی بڑبڑاہٹ کا متن بدل گیا تھا۔

"میں تنگ آگئی ہوں ان طرح طرح کے مسالوں سے۔چھوٹے سے کمرے سے دو وقت کی روٹی سے۔۔اور۔۔۔اور اماں سے۔۔۔!!!"

اور پھر اسکی قسمت نکھرنے لگی کہ بکھرنے لگی جو اسکی ماں بیمار ہو گئیں۔۔وہ چارپائی سے لگ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گئیں۔

انہیں ٹی بی ہو چکی تھی۔ ہر وقت کھانستی رہتیں۔ان دنوں جب ماں کے اندر مزید جان نہ رہی تو بلقیس آنٹی تک اچار پہنچانے کی ذمے داری اس پہ آگئی۔اچار پک کر ٹین کے ڈبوں میں بالکل تیار ہو چکا تھا۔وہ شاپر میں ڈال کر باہر نکلی۔

"اُفف! باہر کی دنیا بھی کتنی عجیب ہے۔" وہ چلتے چلتے جھوم اٹھی۔اس نے کئی سالوں کے بعد دنیا دیکھی تھی اسے پتا ہی نہیں تھا کہ یہ جتنی حسین ہے اتنی بد صورت بھی۔۔۔

کھلے ہوا میں خوشی سے چلتے ہوئے وہ بھول گئی کہ جنت کو وہ گھر چھوڑ کر آئی ہے اور جنت سے بہتر بھلا کچھ اور ہو سکتا ہے۔۔

خیر تازہ تازہ خمار تو ہو سکتا ہے دوزخ کا بھی چڑھتا ہو۔

اسی خمار کے زیر اثر واپس سیدھے گھر آنے کے بجائے اسکے قدم سڑک کے دوسرے طرف بنے دکان کی طرف اٹھ گئے۔رنگ برنگی چوڑیاں دور سے ہی دکھائی دے رہی تھیں۔

وہ تیز رنگوں کے پیچھے پاگل ہو جانے والی تھی، رنگ بھی ایسے کہ شام کو چڑھے صبح کی دھوپ میں اترے۔خیر چوڑیاں اسکی کمزوری تھی بلکہ چوڑیاں کیا پراندہ، جھمکے، سرخی، ذنجیر، خوشبو سب اسکی کمزوری تھے۔انسان کے اندر اگر ہلکا سا حرص بھی پیدا ہو جائے تو عفریت بن کر کھا جاتا ہے اور ڈکار بھی نہیں مارتا۔

خیر بنے بنائے منصوبے کے مطابق دکان کے اندر پہنچ کر اسے یاد آیا کہ اسکے پاس تو پیسے ہی

نہیں۔

اسنے مسکراتے ہوئے چوڑیاں اٹھائی اور اگلے دن پیسے دینے کا وعدہ کر کے گھر واپس آگئی اور اگلے دن کے وعدے کرتے کرتے وہ ایک ہفتے میں دکان کا آدھا سامان گھر میں لا چکی تھی۔

اب آٹھ بجے کے بعد ہونے والی بڑبڑاہٹ کے جملے بدل گئے۔

۔"اماں تو کبھی چاہتی ہی نہیں تھی کہ میں خوش رہوں اور کچھ اچھا پہنوں۔" چارپائی پر لیٹے لیٹے ہی ماں نے جب سختی سے اس سے پوچھا۔۔

"صادقہ! یہ سب کہاں سے آرہا ہے؟"

تب تو وہ خاموشی سے باہر نکلی۔ لیکن اسکے بعد اسکے جملے بدل گئے۔ اگلے دن اٹھتے وقت وہ اپنے ہی جون میں تھی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر ہلکا سا بڑبڑائی۔

"آج میں نے قربان سے پوری بات کرنی ہے۔"

پھر جب وہ تیار ہو رہی تھی تو ماں چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی۔ اور کڑی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

خیر اسے کس بات کی پریشانی تھی۔ جب اس نے دکان سے ادھار لیا ہوا سرخ جوڑا پہن لیا۔ بال سمیٹے۔۔۔۔اور خوشبو چھڑکنے لگی تو ماں نے سختی سے پوچھا۔

"یہ خوشبو کہاں سے لائی ہے تو؟"

"اماں! بلقیس آنٹی نے دی ہے۔"

اس نے کاجل بھری نظریں اٹھاتے ہوئے ناگواری سے کہااور باہر نکل گئی اس نے دیکھا تھا۔۔ اماں کی سانس اتھل پتھل ہورہی تھیں شاید پھر کھانسی کا دورہ پڑنے والا تھا۔اس نے باہر آکر کیاری میں چھپابیگ نکالا جو رات کو تیار کر کے رکھا گیا تھا۔وہ دھیرے سے ٹین سے بنا چھوٹا سا دروازہ بند کر کے باہر نکلی۔اسکے قدم زمین کے بجائے ہواوؤں میں تھے۔لیکن اسے پتا ہی نہیں تھا کہ ہوائیں تیز چلے تو منہ کے بل گرا دیتی ہیں۔

قربان کے ساتھ نکاح کے بعد جب وہ تین دن بعد گھر واپس پہنچی تو دروازہ بند تھا۔اسے دیکھ کر ارد گرد سے مرد باہر نکل آئے۔عورتیں چھتوں پر نکلی اسے گھور رہی تھیں۔پہلے وہ تھوڑی پریشان ہوگئی۔لیکن پھر بے شرمی سے کھڑی رہی۔

"اب کیا لینے آئی ہے بے حیا!!!"

"ماں کو مار کر سکون نہ ملا جو اپنی بے شرم شکل لے کر پھر آئی ہے۔" کہیں سے آواز ابھری اور آواز در آواز گونجنے لگی۔لوگ ایک ساتھ بولنے لگنے۔شور ہی شور تھا۔وہ آہستہ سے پیچھے ہٹ گئی۔

واپس اپنے شوہر کے ساتھ گھر آتے ہوئے اسکا دماغ سن تھا اور ذہن کے پردے پر وہ آخری اتھل پتھل سانسیں گونج رہی تھیں۔

"تو اماں مر گئی۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب آٹھ بجے والی بڑبڑاہٹ دن بھر جاری رہتی۔لمبے لمبے جملے سمٹ کر چار لفظوں تک محیط ہو گئے۔

"تو اماں مر گئی۔۔"

پہلے پہل بے یقینی سے یہ جملہ منہ سے نکلتا۔اٹھتے ،بیٹھتے اور پھر سوتے ،جاگتے ورد بن گیا۔ اس ڈربے خانے میں دو سال ہو گئے اور جب اسکی بیٹی ایک سال کی ہو گئی تو اسکا شوہر ایک حادثے میں چلا گیا۔تب وہ صحیح معنوں میں کھلے آسمان تلے آگئی۔زندگی کا انتہائی کھٹن دور اس نے بہت صبر سے کاٹا۔بالکل ایسے ہی جیسے اسکی ماں نے کاٹا تھا۔وہ دن بھر کام میں لگی رہتی اسکی بیٹی دن بہ دن بڑی ہوتی جارہی تھی۔خرچے بڑھتے جارہے تھے۔اخراجات کی فکر نے وقت سے پہلے اسے بوڑھا کر دیا۔لیکن رات کو سوتے وقت جب وہ بستر پر لیٹتی تو کہیں سے تیز تیز سانسوں کی آواز اور ملتجی نظریں پوری رات سونے نہ دیتی۔اور وہ تھک ہار کر بھیگی آواز میں چار لفظوں کا ورد کرنے لگتی۔

"تو اماں مر گئی۔۔۔"

جیسے جیسے اسکی بیٹی کی عمر بڑھتی جارہی تھی ویسے ویسے اسکے اندر اسکی ماں آتی جارہی تھی۔ پہلے اسکی پیشانی پر بالکل ماں کی طرح سلوٹیں پڑ گئیں اور پھر اسکی آواز بھی بالکل انکی طرح

سخت ہو گئی۔وہ بھی بالکل اپنی ماں کی طرح آہستہ آہستہ کھانستے ہوئے چار پائی سے لگ گئی۔

اپنی بیٹی کو اسنے سلائی کڑھائی سکھائی تھی۔وہ اسکے ساتھ ہی اس بوتیک میں جاتی تھی لیکن اسکے بیمار ہوتے ہی اکیلے جانے لگی۔اب وہ اپنی ماں کی طرح چار پائی پر کھانستی رہتی اور بیٹی تیار ہو کر چلی جاتی۔وقت پلٹ کر آگیا تھا اور اسکی طرف دیکھ کر تالیاں بجا رہا تھا۔

حقارت سے۔۔۔۔

نفرت سے۔۔۔۔۔

حسرت سے۔۔۔۔

بڑے بوڑھے کہتے ہیں۔۔

"والدین کے ساتھ کیا ہوا سات نسلوں تک بھگتنا پڑتا ہے۔"

تو وقت بھی اسی خوف کے زیر اثر تھا۔

اور وہ بالکل اماں کی طرح سہمی ہوئی چھت کی کڑیاں گنتی رہتی۔

اسکی بیٹی بوتیک جانے کے لئے تیار ہے۔وہ سرخ رنگ کا جوڑا پہنے آئینے کے سانے کھڑی ہے۔کھرچا ہوا آئینہ جس میں صورت بھی بہ مشکل آدھی نظر آتی ہے۔اسکے لمبے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے بالکل کسی کے یقین کی طرح۔

اور جب اسنے خوشبو چھڑکی تو سارے کواڑ کھلتے گئے اور ماضی کا ایک جملہ بے ساختہ اسکے منہ

سے نکل گیا۔

"یہ خوشبو کہاں سے آئی؟"

جواب اسے معلوم تھا۔

کیوں؟

کیونکہ یہ وہی جواب تھا جو وہ اپنی ماں کو دے چکی تھی۔

اسکی سانسوں کی گردش تیز ہونے لگی۔ حلق سوکھا جارہا تھا۔کچھ کہنے کی کوشش میں کراہ کررہ گئی۔ بیٹی جب باہر نکلی تو وہ کہنیوں کے بل بڑی مشکل سے تھوڑی اونچی ہوئی۔ سامنے آئینے پر جب اسکی نگاہ پڑی تو وہ خاموش تھی موت اسکے ارد گرد منڈلانے لگی۔ٹوٹا پھوٹا آئینہ آج واضح دکھانے پر تلا ہوا تھا۔ وہ صورت تو دکھا رہا تھا لیکن اسکی نہیں۔۔۔بلکہ اس کی ماں کی۔۔۔!

تین دن بعد جب بیٹی کسی کے ساتھ واپس آئی تو گھر کا دروازہ بند تھا۔ مرد باہر نکلے عورتیں چھتوں پر نکل آئیں۔۔۔ شور سا بڑھ گیا ہوا خاموش ہو گئی۔ وہی جملے دہرائے گئے۔ آئینے پر ایک اور صورت نقش ہو گئی۔

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews